السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میری ایک اٹھائیس سالہ کےلیے ایک دینی اوراچھے اخلاق والے اوراچھے خاندان کے نوجوان کا رشتہ آیا ہے اوراس کی شہادت لڑکی والے بھی دیتے ہیں ، لیکن میری سہیلی کواس پر بہت تعجب ہے کہ باوجوداس کے کہ والدین اس کے دین اور اخلاق کی شہادت بھی دیتے ہیں مگرپھر بھی رشتے سے انکار کرتے ہیں ۔

انکار کا صرف یہ سبب ہے کہ وہ لڑکا ان کی برادری اور قبیلے سے تعلق نہیں رکھتا اور غیر برادری میں شادی کرنا ان کے نزدیک صحیح نہیں ۔ میری سہیلی نےاپنے والدین کو منانے کی بہت کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ پھر اس نے کسی کے واسطے سے بھی والدین تک بات پہنچائی اوراپنے دوچچازاد بھائیوں کو بھی اس لڑکے کے بارے میں تحقیق کرنے کےلیے بھیجا جنہوں نے اسے ایک اچھا اور بہتر نوجوان پایا، انہوں نے بھی لڑکی کے والدین سے بات کی لیکن کچھ حاصل نہ ہوا۔ لڑکی نےاپنے والد کو سمجھایا بھی ہے کہ وہ اب بڑی عمر کی ہوگئی ہے اورشادی کے مواقع بھی کم ہوچکے ہیں اورانہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی ڈرایا، لیکن اس کے باوجود کوئی فائدہ نہ ہوا۔ دراصل والد صاحب صرف والدہ کی بات مانتے ہیں اورسب کچھ ان کے ہاتھ میں دے رکھا ہے ۔ وہ اپنی بیٹی کی شادی نہیں کرنا چاہتی ، رسم ورواج کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لالچ سے کہ بیٹی ملازمت کرے اور والدہ کو تنخواہ لاکر دے ۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا اس لڑکی کوعدالت میں جانا چاہیے تاکہ قاضی اس کی شادی اس لڑکے سے کردے اور کیا ایسا کرنے میں بہت زیادہ وقت صرف ہوگا تاکہ شادی ہوسکے ، یعنی کیا قاضی اس کے والد کو طلب کرے گا اور معاملات لمبے ہوں گے ۔ اسے یہ خوف ہے کہ اگر اس نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا اورقاضی نے تاریخ مقرر کردی تو یہ احتمال ہے کہ گھر والے وہاں جانے ہی نہ دیں اوراس کی عدم موجودگی میں معاملہ ختم ہوجائے ۔ ہمیں اس موضوع کے بارے میں معلومات سے نوازیں ، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

والدین کا اپنی بیٹیوں کی برادری وقبیلہ کے علاوہ کہیں اور شادی نہ کرنا ، خواہ اس وجہ سے شادی میں تاخیر ہی کیوں نہ ہوجائے ، بہت بڑا ظلم ہے اوراس امانت میں خیانت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں میں دے رکھی ہے ۔ لڑکی کو شادی کرنے سے روکے رکھنا اوراسے گھر میں بٹھائے رکھنا جو فساد برپا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا اورپھر آج معاشروں میں نظر دوڑانے والا شخص بھی اسے بخوبی محسوس کرسکتا ہے ۔

نبی کریم ﷺ نے ان مفاسد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کچھ اس طرح فرمایا :

''جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کا دین اور اخلاق تم پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کردو ۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد ہوگا ۔ ''

(حسن : ارواء الغلیل : 1868، ترمذي : 1084، كتاب النكاح : باب ما جاء اذا جاءكم من ترضون دينه فزوجوه، ابن ماجة: 1967، كتاب النكاح، باب الأكفاء)

جوولی بھی اپنی ولایت میں پلنے والی کسی عورت کو دینی اوراخلاقی طور پر پسندیدہ رشتہ آنے کے باوجود شادی سے منع کرتا ہے ، وہ اس کے لیے عاضل شمار ہوگا ولی بھی نہیں رہے گا بلکہ اس کے علاوہ کوئی اور قریبی ولی بنے گا اور ولایت اس کی طرف منتقل ہوجائے گی ۔

امام ابن قدامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

عورت جب کسی شادی کرنے کا مطالبہ کرے اوروہ رشتہ بھی اس کا کفو (دینی اعتبار سے برابر) ہو اور دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہوں تو لڑکی کواس سے شادی نہ کرنے دینا 'عضل' کہلاتا ہے ۔ ''

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن کی ایک شخص سے شادی کردی تو اس نے اسے طلاق دے دی ۔ جب اس کی عدت ختم ہوگئی تو وہ پھر شادی کا پیغام لے کر آیا ۔ میں نے اسے کہا : میں نے اس سے تیری شادی کی ، اسے تیرے ماتحت کیا اور تیری عزت افزائی بھی کی لیکن تونے اسے طلاق دے دی اوراب پھر اس سے شادی کرنا چاہتا ہے ۔ اللہ کی قسم ! وہ کبھی بھی تیری بیوی نہیں بن سکتی ۔ اس شخص میں کوئی حرج بھی نہیں تھا اور عورت (یعنی میری بہن) بھی اس کے پاس جانا چاہتی تھی ۔ تواللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی : ''تم انہیں نکاح کرنے سے نہ روکو ۔ ''میں نے کہا : اے اللہ کے رسول ! میں ایسا کرنے کےلیے تیار ہوں ۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر معقل رضی اللہ عنہ نے اس کی شادی اس شخص سے کردی ۔

(1)

اگر وہ کسی خاص شخص سے شادی کرنا چاہتی ہو جو اس کا کفو بھی ہو اور ولی کسی اور سے شادی کرنا چاہتا ہو (اور وہ بھی اس کا کفو ہو) تب بھی وہ عاضل شمار ہوگا ۔ ہاں اگر لڑکی کسی ایسے شخص سے شادی کرنا چاہتی ہو جو اس کا کفو نہیں تو وہ عاضل نہیں بلکہ اسے لڑکی کو اس شادی سے روکنے کا حق حاصل ہے ۔

(2)

شیخ محمد بن ابراہیم رکہتے ہیں :

''لڑکی جب سن بلوغت کو پہنچ جائے اوراس کا دینی اوراخلاقی لحاظ سے کفو رشتہ آئے اور ولی بھی اس میں کسی قسم کی جرح وقدح نہ کرے تواسے چاہیے کہ اس رشتے کو قبول کرتے ہوئے اس سے اپنی لڑکی کا رشتہ کردے ۔ اگروہ اس کی شادی اس لڑکے سے نہیں کرتا تو اسے ولی ہونے کے ناطے جو کچھ اس پر لڑکی کے بارے میں واجب ہوتا ہے یاد دلایا جائے ۔ اگروہ اس کے باوجود شادی نہ کرنے پر مصر ہو تو اس کی ولایت ساقط ہوجائے گی اور لڑکی کا قریبی عصبہ رشتہ دار ولی بن جائے گا ۔

(3)

شیخ ابن عثیمین کہتے ہیں :

جب عورت کے ولی کے پاس دینی اوراخلاقی لحاظ سے کفو رشتہ آئے اوروہ اس لڑکی کی شادی کرنے سے انکار کردے تواس کی ولایت سب سے قریبی عصبہ رشتہ دار کی طرف منتقل ہوجائے گی ۔ اگروہ بھی شادی کرنے سے انکار کردیں جیسا کہ غالباً ہوتا ہے تو پھر ولایت شرعی حاکم کی طرف منتقل ہوجائے گی اور شرعی حاکم لڑکی سے شادی کرے گا ۔ حاکم پر بھی واجب ہے کہ جب اس کے پاس یہ مقدمہ پہنچے اوریہ ثابت ہوجائے کہ لڑکی کے اولیاء نے شادی کرنے سے انکار کردیا ہے تو پھر وہ خود لڑکی کی شادی کرے کیونکہ جب خاص ولایت نہ ہو تو اسے عام ولایت حاصل ہے ۔

فقہائے کرام نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اگر ولی کسی کفو رشتہ سے لڑکی کی شادی کرنے سے انکار کرتا ہے اور ایسا بار بار کرے تو وہ فاسق ہوجائے گا اور اس کی ولایت ساقط ہوجائے گی ، بلکہ امام احمد کا مشہور مسلک تو یہ ہے کہ اس سے امامت کا حق بھی ساقط ہوجائے گا اوروہ نماز میں امام نہیں بن سکے گا ، جوکہ اور بھی خطرناک ہے ۔

عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جب لڑکی کے دیگر قریبی اولیاء بھی اس کی شادی اس کے کفو سے نہیں کرتے تو وہ حیاء کی وجہ سے شرعی عدالت کے پاس نہیں جاتی ۔ اسے سوچنا چاہیے کہ کیا اس کے لیے یہ بہتر ہے کہ وہ یونہی بغیر شادی کے ہی پڑی رہے یا پھر قاضی کے سامنے یہ مقدمہ پیش کرے اور شادی کرائے جوکہ شرعاً اس کا حق بھی ہے ۔

توبلا تردد اس کے لیے قاضی کے پاس جانا ہی زیادہ بہتر ہے کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اس کا حق ہے اور دوسری بات یہ کہ اس نے ایسا کرنے سے دوسری مظلوم لڑکیاں بھی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گی اور یوں وہ انہیں اولیاء کے ظلم سے بچانے کا ذریعہ بن جائے گی ۔ یعنی ایسا کرنے میں تین طرح کی مصلحتیں پائی جاتی ہیں :

1 ۔ عورت کے لیے اپنی مصلحت کی وہ شادی کے بغیر نہیں رہے گی ۔

2 ۔ دوسری لڑکیوں کی بھی اس میں مصلحت ہے کہ وہ اس انتظار میں ہیں کہ کون یہ دروازہ کھولے گا اور پھر وہ بھی اس کی پیروی کریں ۔

3 ۔ لڑکیوں کے اولیاء کو ان پر ظلم سے باز رکھنا ۔

اوراس میں یہ بھی مصلحت ہے کہ ایسا کرنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل ہوتا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

''جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کا دین اوراخلاق تم پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کردو ۔ اگر تم ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد ہوگا ۔''

(1)

اسی طرح ایسا کرنے میں ایک خاص مصلحت یہ بھی ہے کہ جو لڑکے اخلاقی اور دینی اعتبار سے لڑکیوں کو کفو شمار ہوتے ہیں وہ رشتہ لینے آئے ہیں ، ان کی خواہش اور مقصد کی تکمیل ہے کہ اپنی خواہش کو جائز طریقے سے پوری کرسکتے ہیں ۔''

(1)

شیخ ابن عثیمین کا یہ بھی کہنا ہے :

''لیکن کاش ! ہم اس حد تک نہ پہنچیں کہ جس میں لڑکی اس بات کی جرأت کرے کہ جب اس کا والد اسے ایسے شخص سے شادی نہ کرنے دے جو دینی اوراخلاقی لحاظ سے اس کا کفو ہو تو وہ لڑکی قاضی سے جاکر شکایت کرے اور قاضی اس کے والد سے کہے کہ اس کی شادی اس شخص سے کردو وگرنہ میں کرتا ہوں یا پھر تیرے علاوہ کوئی اور ولی کردے گا ۔ لڑکی کو یہ حق حاصل ہے کہ جب اس کا والد اسے شادی نہ کرنے دے (تو وہ قاضی سے شکایت کردے) اور یہ اس کا شرعی حق ہے ۔ کاش ! ہم اس حد تک نہ پہنچیں ، لیکن اکثر لڑکیاں شرم وحیاء کی وجہ سے ایسا نہیں کرتیں ۔

ہمیں یہ تو علم نہیں کہ شرعی عدالت اس کام کے لیے زیادہ وقت لیتی ہے یا کم ، البتہ یہ ممکن ہے کہ قاضی کو یہ تنبیہ کردی جائے کہ یہ احتمال ہے کہ اس کا والد اسے دوبارہ عدالت میں آنے سے روک دے ۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ کی مشکلات دور کرے اور آپ کے معاملات کو آسان فرمائے ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ نکاح وطلاق

سلسلہ فتاویٰ عرب علماء 4

صفحہ نمبر 73

محدث فتویٰ